بسم اللہ الرحمن الرحیم

شرعی مسافت نہ ہو تو کیا عورت بغیر محرم تنہا سفرِ حج کر سکتی ہے؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک اسلامی بہن جو کہ جدہ میں رہتی ہے، اس کے پاس حج کے اسباب موجود ہیں، یعنی فرضیتِ حج کی شرائط پائی جارہی ہیں، لیکن ساتھ جانے کے لیے کوئی محرم نہیں ہے، پوچھنا یہ تھا کہ کیا جدہ میں مقیم وہ اسلامی بہن بغیر محرم کے اپنا فرض حج کر سکتی ہے یا نہیں؟ رہنمائی فرمادیں۔

جواب

فقہ حنفی کی ظاہر الروایہ اور اصل مذہب کے مطابق عورت کے لئے صرف مسافتِ شرعی یعنی تین دن (فی زمانہ 92 کلومیٹر) یا اس سے زائد سفر، مَحرم یا شوہر کے بغیر کرنا، ناجائز و گناہ ہے، اس سے کم سفر کا یہ حکم نہیں ہے، لیکن شیخین (امامِ اعظم ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہما) سے ایک روایت یہ بھی مروی ہے کہ عورت ایک دن کی مسافت (تقریباً 30 کلومیٹر) کے لیے بھی بغیر شوہر یا محرم کے نہیں جا سکتی، بعض فقہائے کرام رحمۃ اللہ علیہم نے فسادِ زمانہ کی وجہ سے برائی کے اسباب کو ختم کرتے ہوئے اس قول کو بھی اختیار فرمایا ہے۔

<u>بیان کردہ تفصیل کی روشنی میں پوچھی گئی صورت کا حکم یہ ہے کہ</u> جدہ سے مکہ شریف کا سفر، شرعی مسافت سے اگرچہ کم ہے، لیکن (پرانے زمانے کے حساب سے) ایک دن کی مسافت سے زائد ہے، لہذا ظاہر الروایہ اور اصل مذہب کے مطابق عورت اپنا فرض حج ادا کرے، لیکن فسادِ زمانہ کی وجہ سے شیخین رحمۃ اللہ علیہما سے مروی دوسری روایت کی رعایت کرتے ہوئے مذکورہ اسلامی بہن کو چاہیے اولاً ہر ممکن کوشش کرے کہ شوہر ہونے کی صورت میں اس کے ساتھ یا کسی قابل اطمینان مَحرم کے ساتھ حج کو جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو مقام تنعیم سے احرام باندھنے کا فرمایا، تو آپ کے بھائی حضرت عبد الرحمن کو ساتھ بھیجا تھا، حالانکہ مقامِ تنعیم کی مسافت جدہ سے بہت کم ہے۔ البتہ اگر شوہر یا مَحرم کے ساتھ جانے کی کوئی بھی صورت نہ بن رہی ہو، تو چونکہ یہ شرعی مسافت سے کم سفر ہے، لہذا فرض حج کی ادائیگی کے لیے اسے چاہیے کہ پردے وغیرہ کی مکمل رعایت کرتے ہوئے چلی جائے اور کوشش کرے کہ نیک پارسا عورتوں کے ساتھ رہے اور بلاوجہ اِدھر اُدھر گھومنے سے بھی پرہیز کرے، بلکہ مکمل توجہ اپنے حج کے ارکان اور عبادات پر رکھے اور جیسے ہی اس کا حج مکمل ہو جائے، تو فوراً واپس اپنے گھر لوٹ آئے۔

<u>بیان کردہ شرعی حکم کے دلائل:</u>

عورت تین دن یا اس سے زیادہ کی مسافت کا سفر بغیر شوہر یا محرم کے نہیں کر سکتی، چنانچہ صحیح مسلم کی حدیث پاک ہے، حضرت ابو

سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”لا یحل لا مرأۃ تؤمن باللہ والیوم الاخر ان تسافر سفراً یکون ثلاثۃ ایام فصاعداً الا و معھا ابوھا او ابنھا او زوجھا او اخوھا او ذو محرم منھا“ ترجمہ: جو عورت اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہے، اس کے لیے تین دن یا اس سے زیادہ کا سفر کرنا حلال نہیں ہے، مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کا باپ، بیٹا، شوہر، بھائی یا اس عورت کا کوئی محرم ہو۔ (صحیح مسلم، جلد 02، رقم الحدیث 1340، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

عورت کے لیے شرعی مسافت سے کم سفر کے لیے بھی بہتر و مناسب یہی ہے کہ کسی محرم کے ساتھ سفر کرے، چنانچہ بخاری شریف کی حدیث پاک ہے: ”عن عائشة رضي الله عنها، أنها قالت: يا رسول الله، اعتمرتم ولم أعتمر، فقال: يا عبد الرحمن، اذهب بأختك، فأعمرها من التنعيم“ ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آپ لوگوں نے عمرہ کرلیا لیکن میں نے نہیں کیا، تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عبد الرحمن اپنی بہن کو لے کر جاؤ اور مقام تنعیم سے انہیں عمرہ کروادو۔ (صحیح البخاری، جلد 02، رقم الحدیث 1518، دار طوق النجاۃ)

عورت کے لیے حج کی شرائط بیان کرتے ہوئے ملک العلماء، علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”واما الذي يخص النساء فشرطان: أحدهما أن يكون معها زوجها أو محرم لها فإن لم يوجد أحدهما لا يجب عليها الحج۔۔۔ثم المحرم أو الزوج إنما يشترط إذا كان بين المرأة، وبين مكة ثلاثة أيام فصاعدا، فإن كان أقل من ذلك حجت بغير محرم؛ لأن المحرم يشترط للسفر، وما دون ثلاثة أيام ليس بسفر فلا يشترط فيه المحرم كما لا يشترط للخروج من محلة إلى محلة“ ترجمہ: اور بہر حال وہ (شرائط) جو عورت کے ساتھ خاص ہیں، وہ دو ہیں: ان میں سے ایک یہ ہے کہ عورت کے ساتھ اس کا شوہر یا کوئی محرم ہو، اگر ان میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو، تو اس عورت پر حج کی ادائیگی فرض نہیں۔ **پھر محرم یا شوہر کا ہونا اس وقت شرط ہے جب عورت اور مکہ کے درمیان تین دن یا اس سے زیادہ کی مسافت ہو، پس اگر (تین دن) سے کم مسافت ہو، تو عورت بغیر محرم کے بھی حج کر سکتی ہے،** کیونکہ محرم کا ہونا شرعی سفر کے لیے شرط ہے اور تین دن سے کم کا سفر، شرعی سفر نہیں ہے، لہذا اس کے لیے محرم بھی شرط نہیں ہے، جیسے ایک محلہ سے دوسرے محلہ کی طرف نکلنے کے لیے محرم شرط نہیں ہے۔ (بدائع الصنائع، جلد 02، صفحہ 124، دار الکتب العلمیۃ)

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ (سالِ وفات: 1367ھ/1947ء) لکھتے ہیں: ”عورت کو مکہ تک جانے میں تین دن یا زیادہ کا راستہ ہو تو اُس کے ہمراہ شوہر یا محرم ہونا شرط ہے، خواہ وہ عورت جوان ہو یا بوڑھیا اور **تین دن سے کم کی راہ ہو تو بغیر محرم اور شوہر کے بھی جا سکتی ہے۔** (بہار شریعت، جلد 01، حصہ 06، صفحہ 1044، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

ایسی عورت جو بغیر شوہر و محرم حج کے ارادہ سے وطن سے نکلی اور جدہ پہنچ گئی، تو اس کے دیگر احکامات کو بیان کرنے کے ساتھ، اس کے جدہ سے حج کرنے کے لیے مکہ معظمہ جانے کے متعلق اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سُنَّت، امام اَحمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ (سالِ وفات: 1340ھ/1921ء) لکھتے ہیں: ”اگر شوہر و محرم نہیں رکھتی، **تو اگر اتنی دور پہنچ گئی کہ مکہ معظمہ تک مدت سفر نہیں مثلاً جدہ پہنچ گئی تو اب چلی جائے اور واپس نہ ہو کہ واپسی میں سفر بلا محرم ہے اور وہ حرام ہے۔** ۔۔ پھر بعد حج مکہ معظمہ میں اقامت کرے بلا محرم

گھر کو واپس آنا بلکہ مدینہ طیبہ کی حاضری ناممکن ہے۔“(فتاوی رضویہ، جلد10، صفحہ 707، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں فتاوی یورپ میں لکھا ہے: ”**البتہ مکہ معظمہ جدہ سے سفر شرعی کی دوری پر نہیں ہے، لہذا (وہ عورت) مکہ معظمہ چلی جائے اور حج کے بعد وہیں ٹھہرے**، تاکہ اس کا کوئی محرم اس کو لینے کے لیے وطن سے پہنچ جائے۔“(فتاوی یورپ، صفحہ 330، مطبوعہ شبیر برادرز، لاہور)

شیخین رحمۃ اللہ علیہما سے مروی دوسری روایت (کہ عورت ایک دن کی مسافت کا سفر بھی شوہر یا محرم کے بغیر نہ کرے) کو بیان کرتے ہوئے علامہ علی قاری حنفی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1014ھ/1605ء) لکھتے ہیں: ”وروی عن ابی حنیفة وابی یوسف کراهة الخروج لها مسیرة یوم بلا محرم، فینبغی ان یکون الفتوی علیه لفساد الزمان“ ترجمہ: امام اعظم ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہما سے عورت کو ایک دن کی مسافت کے لیے بغیر محرم کے نکلنے کی کراہت کا قول بھی مروی ہے، **تو مناسب یہ ہے کہ فسادِ زمانہ کی وجہ سے فتوی اسی پر ہو۔** (المسلک المتقسط شرح المنسک المتوسط، صفحہ 62، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: OKR-0255

تاریخ اجراء: 20 شوال المکرم 1447ھ/09 اپریل 2026ء